رجسٹرڈ ایل ۴۲

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گرآئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۶
خواص وسعادتمن سے	۱۰
ہندوستان سے باہر	۸
غیر مذاہب والوں سے	۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۱۲

جلد | دار الامان قادیان ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر ۹

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہو سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسا کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸×۲۲ کی تقطیع پر ہے۔ بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔

اس نمونہ دو پاروں کا ہدیہ ۳ ہے یہ پارے بالکل طیار ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجدیں گے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جائے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہوئی ہے۔ قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپ چکے ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت وہی ۲

صرف دفتر الحکم سے ملیں گی

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ ۱ سورہ بقرہ کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز اور اسلوب کی کوئی تفسیر آپ نے پڑھی ہے اور یہ محض تکلیف نقل ہے تو بیشک عہ میں بھیجکر قیمت وصول کریں۔ **قیمت** عہ ۴

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۳ء کے جلسہ کی مکمل رپورٹ جسمیں اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست تقریروں کے علاوہ بزرگان ملت حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو دقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے **قیمت** عہ

الانذار صرف چند جلدیں ملتی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئیداد۔ **قیمت** ۴

اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامت کی رسالت سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا ہوا۔ آریوں کی طرف سے ایک لاجواب ہے **قیمت** ۴

تفسیر سورہ سبت - فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں۔ **قیمت** ۲

محمود کی آمین - قیمت -

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے بیس برس پیشتر کے مضامین و مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب دوسرا اڈیشن حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ۔ عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ۔ قیمت ۲

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۲

مباحثہ حیات و وفات مسیح - ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱

اسلام پر لیکچر - ڈاکٹر لائیٹنر کا لیکچر قابل دید ہے۔ قیمت

حقیقت کتاب اللہ - عیسائیوں کے رد کے لیے۔ قیمت ۲

حقیقت المہدی - حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۹ مارچ خشکی پر لڑائی۔ اہم معرکہ۔ جنرل گروپاٹکن خبر دیتے ہیں کہ بمقام چونگ جو کاسکون کے چند "سونتیاؤن" (سونیاروی مت ہوپ یعنی رسالہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں یہ لفظ صرف کاسکون کے توپ سے مخصوص ہے۔ وطن) اور جاپانی پیدل و سوار سپاہ میں اہم معرکہ آرائی ہوئی۔ حالانکہ روسی ایک بلند پہاڑی پر تھے۔ جاپانیوں نے مردانہ وار حملہ کیا تاہم اگر ان کو مسلسل پیچھے سے کمک نہ پہونچتی رہتی تو جو جاپانی فوج ابتدا مقابلہ میں آئی۔ وہ یقینا پامال ہو جاتی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی جانگداز لڑائی کے بعد کاسک بترتیب کامل پیچھے ہٹ گئے اور اپنے زخمیوں کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ جاپانی باوصف متواتر کمک کے اس لڑائی میں ایسے تھک گئے اور ان کا اسقدر نقصان ہوا کہ جس پہاڑی کو روسی خالی کر گئے وہ اس پر قبضہ کرنے کو آگے نہ بڑھ سکے۔ روسیوں کے تین افسر اور بارہ سپاہی زخمی اور تین سپاہی ہلاک ہوئے (تار میں لڑائی کی خبر نہیں بتائی گئی۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ اسی معرکے کے حالات کسیقدر تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں جو ۲۳ مارچ کو فریقین میں ہوا تھا اور جس کی خبر سیول سے پہونچی آئی۔ اور کل کے سدزمانہ میں درج ہو چکی ہے)

جاپانیوں نے روسیوں کے جسقدر سٹیمر گرفتار کئے تھے۔ [illegible] عدالت غنیمت نے ان کو مال غنیمت قرار دیا۔ ان پر جاپانی ملاح مقرر کر دیے گئے ہیں۔

انگریزی بیڑہ کے کمانڈر ایڈمرل [illegible] نے جاپانی بندرگاہ [illegible] کا بحری شفاخانہ جاپانی بحریوں کے لیے جاپانی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے۔

ایڈمرل ٹوگو نے جو رپورٹ اپنی حکومت کو بھیجی ہے اس میں لکھتا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ہمارے بحریوں نے کمال دلاوری و [illegible] سے آگے بڑھے گئے۔ مگر افسوس جہاز ٹھیک موقعہ پر غرق نہ ہوئے روسی جہازوں کیلئے اندر باہر جانیکا راستہ باقی رہا۔ ہمارے ۱۲ بحری و افسر ہلاک ہوئے۔ وزیر بحریہ نے رپورٹ سنانے کے بعد جاپانی [illegible] میں بیان کیا کہ پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بالکل مسدود کرنا بہت مشکل کام ہے [illegible] ابتدا سے کہا جا رہا ہے۔

حونکچو کے [illegible] کیفیت بقول جاپانیان [illegible] ہے اور [illegible] سو کاسک ایک مورچہ بند بلندی پر قابض تھے۔ جاپانیوں نے یہ تندہ و عظیم ان پر حملہ کیا۔ روسی کچھ دیر مقابلہ کرکے پیچھے ہٹ گئے۔ اور جاپانی اپنے بادشاہ کی درازی عمر کے نعرے لگاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے کلمچ بارہ جاپانی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۷ مارچ کے بحری معرکہ میں بھی انہی جاپانی افسروں اور بحریوں نے جہاز غرق کرنے کی کوشش کی جو ۲۴ فروری کو اس خدمت پر گئے تھے۔ ان کا سہ لفٹنٹ ہیروس تھا۔ جس کے ایک روسی گولے سے پرخچے اڑ گئے جو جاپانی تارپیڈو کشتیاں ہمراہ گئی تھیں۔ انہوں نے غرق کردہ یا غرق شدہ جہازات کے اکثر بحریوں کو بچا لیا۔ روس نے فرانس کی معرفت پورٹ آرتھر کے قرنطینہ کمپ پر جاپانی گولہ باری کے متعلق ہیگ کے معاہدہ کے تحت جو اعتراض کیا تھا۔ اس کے جواب میں جاپان نے کہا ہے کہ معاہدہ بحری گولہ باری سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

الہ آباد ۳۱ مارچ۔ ٹائمز کا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر میں اسوقت کلمچ صرف دس ہزار سپاہ ہے اور اس کے پاس فقط ایک ماہ کیلئے سامان رسد ہے۔

متفرق۔ بمبئی میں گو پھر فساد نہیں ہوا۔ لیکن ہر مذہب قوم ابھی خائف ہے کہ کسی سہولت ان پر اچانک حملہ نہ کردیں اس خوف سے ۳۰ مارچ کو بھی انہوں نے اپنی اکثر دکانیں بند رکھیں۔ آدھی فوج اسلئے شہر سے رخصت کر دیگئی۔ احتیاطاً تمام شہر ایجانے کا حکم ثانی بندر میں گئے۔ کمشنر پولیس نے ۳۰ کی صبح کو حکم دیا کہ تمام تعزیے گاڑ دیے جائیں۔ مگر یہ عرضداشت گذری ہے کہ ان کی زیارت کی رسم شام کو ادا ہوگی۔ [illegible] ۳۱ مارچ کی صبح تک میعاد بڑھا دی۔

پارلیمنٹ میں تجویز پیش ہوئی کہ شاہ انگلستان کو اختیار دیا جائے کہ جنگی ضروریات کیلئے ایسے موقعہ پر جبکہ کسی طاقت سے جنگ ناگزیر ہو گئی ہو اختیار خود پچاس لاکھ پونڈ خرچ کی اجازت وزرا کو دیدیں۔ پارلیمنٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ مگر کثرت رائے سے یہ تجویز منظور نہ ہوئی۔

جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے بادشاہوں نے بنکوں سے [illegible] کر رکھا ہے کہ ضروریات جنگ کیلئے فوراً روپیہ کی ایک معین مقدار بادشاہ کو قرض دیدیں انگریزی قوم کو بھی ایک نہ ایک دن اپنے بادشاہ کو یہ اختیار دینا پڑیگا۔ انگریزی پارلیمنٹ میں مسودہ قانون پیش ہوا ہے کہ ممالک غیر کے بدچلن مفلس بیمار اور مشتبہ چلن کے اشخاص کو برطانیہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر وہ پہلے سے موجود ہوں تو حکومت ان کو نکال دینے کی مجاز ہوگی۔

لبرل فریق کے سرغنہ ممبر پارلیمنٹ مسٹر [illegible] نے ۲۹ مارچ کو مسٹر بلفور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ ملک اور قوم کو ان پر بھروسہ نہیں رہا۔ وہ مع دیگر وزرا مستعفی ہو جائیں۔ مسٹر ممدوح نے جواب دیا کہ موجودہ وزارت نے جو اہم کام شروع کر رکھے ہیں ان کو ختم کرنے سے پہلے مستعفی نہیں ہو سکتی۔ خاصکر اسی صورت میں جبکہ پارلیمنٹ میں اس کے طرفدار اور ہمراے ممبر مخالفوں سے تعداد میں زیادہ ہیں (وطن)

جنگ موجودہ اور اسلام

ہمعصر اللوا لکھتا ہے:- موجودہ جنگ سے اقوام دنیا میں عجب کھلبلی پڑ گئی ہے اور ہر قوم اپنے اپنے منافع و مصالح کی وجہ سے ان دو متحارب قوموں میں سے کسی ایک کی ضرور طرفدار ہو گئی ہے۔ جرمنی کو دیکھو۔ جواب سے پہلے چینیوں اور جاپانیوں کا سخت دشمن بنا ہوا تھا اور بالخصوص جاپانیوں کو دول یورپ کے حق میں [illegible] تمام خطرناک کہ رہا تھا۔ آج روس کے خلاف انہی کی حمایت و نصرت پر آمادہ ہے۔ اگر اس نصرت و حمایت کی وجہ دریافت کیجیو تو یہی ہے کہ اس کو روس سے سخت نفرت و عداوت ہے۔ یا یہ کہ روس اس کو وقتاً فوقتاً دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ اور اسکے دشمن فرانس کا حلیف و مددگار ہے۔ فرانس کو اگر دیکھا جائے۔ تو وہ اسوقت روس کا بھی طرفدار بنکر جاپان کا مخالف بنا ہوا ہے حالانکہ اس کا دعوے ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا طرفدار ہوگا جو اپنے حقوق کی حفاظت اور بیجا دست درازی کی مدافعت کریگی۔ اسوقت فرانس اپنے صریح دعوے کے خلاف روس کے طرفدار بنتے پر مجبور ہوا ہے کہ روس کی شکست سے فرانس کا عہد و پیمان بھی حقیر اور بے وقعت ہوا جاتا ہے اور فرانس کی بہت سی امیدوں پر پانی پھر جانے کا احتمال ہے۔

مصر ترکی بلکہ تمام مسلمان تو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدا کرے روس کو شکست ہو۔ کہ دولت علیہ اپنے اس پرانے دشمن کی بیجا دھمکیوں سے محفوظ رہے جو اس کا ازحد کا ہمیشہ دشمن رہا ہے اور جس نے مسلمانوں سے [illegible] چھین لینے کے لئے جان توڑ کوششیں کی ہیں۔

مصر اس لئے جاپان کا طرفدار ہے کہ جاپان ہی وہ مشرقی سلطنت ہے کہ جس نے تھوڑے ہی زمانہ میں ترقی کرکے بہت کچھ نام و نمود حاصل کی ہے۔ اگرچہ بعض یورپین سلطنتوں کا یہی خیال ہے کہ مصر اپنے حلیف انگریزوں کی وجہ سے جاپان کا طرفدار ہے لیکن مصر کا اصلی رجحان محض انگریزوں کی پیروی میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسلام کا خیرخواہ ہو کر جاپان کی فتحمندی کی آرزو کرتا ہے۔ کیونکہ جاپان کا غلبہ گویا جنس اصفر (منگول) کا غلبہ ہے۔ جس سے چینی و ملین مسلمانوں کو تمدن و ترقی میں آگے بڑھنے کا موقعہ ملجائیگا۔ اس کے علاوہ یہ بھی مشرق ان دول یورپ کی نگاہوں میں بھی بہت کچھ وقیع ہو جائیگا جنہوں نے مشرق و اہل مشرق کی قوموں کو [illegible] اور اپنی بیجا ظلم سے کمزور کر دیا ہے۔

اسوقت ہمارا یہ کہنا کچھ بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہی موجودہ جنگ روس و انگلستان کے جنگ کی مقدمۃ الجیش ہے کیونکہ روس اگر جاپان کا ایک دفعہ دشمن ہے تو انگلستان کا دس دفعہ۔ بلکہ سیاسی دنیا کا خیال ہے کہ روس و انگلستان اسوقت بھی جنگ کی تدابیر میں مشغول ہیں اور اپنے اپنے سرحدی مقامات پر مخالف کی دست برد سے روکنے کیلئے فوجیں بھیج رہے ہیں۔ چنانچہ روس ترکستان کے گورنر کو حکم دیچکا ہے کہ اگر انگلستان اس لڑائی میں جاپان کی مدد یا تبت میں مصالح روس کے برخلاف کوئی کام کرے تو بلا تامل ہندوستان پر چڑھائی [illegible] اب اس سے زیادہ باہمی مخالفت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔

مذکورہ بالا تمام حالات و اسباب کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ اس لڑائی کے اسلامی دنیا کی سیاسی حالت میں بھی بہت کچھ اثر ہوگا۔ اس کا ایک بڑا نتیجہ یہی ہے کہ ترکی خاطرخواہ اور اپنی مصلحتوں کے موافق بزور شمشیر مسائل متعددہ کا فیصلہ کر لیگی۔ اور جاپان کی فتح ہو یا شکست۔ دونوں حالتوں میں مسئلہ مشرق ایک نئے دور میں آ جائیگا اور چین و کوریا میں نئی روح پھونکنے سے وہاں کے مسلمانوں کو ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ ہو رہیگا کیونکہ مسلمانان چین بہادر ہیں اور ان میں ترقی کی پوری صلاحیت و قابلیت ہے۔

اگر روس و انگلستان کی کشاکش یونہی روبہ ترقی رہی تو بہت جلد ہندوستان و عجم و افغانستان کا معاملہ نازک ہو جائیگا ان ملکوں کی حالت میں بڑا تغیر و انقلاب پیدا کر دیگا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ موقعہ و فرصت اور چیز ہے اور وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر اس سے کام لینا اور چیز۔ بارہا ایسے موقعے آتے رہے ہیں جو اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید و سودمند تھے لیکن مسلمانوں نے اپنی غفلت سے وہ موقعے کھو دیئے۔ اور اپنے مفاد و مصالح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اگر موجودہ وقت کو بھی یونہی رائیگان کھو دیا۔ تو پھر ایسے موقعہ کا مدتوں انتظار کرنا ہوگا۔ کیونکہ جلدی سے ایسا وقت ملنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور کوئی عقلمند جائز نہیں رکھتا کہ موجودہ فرصت کو ہاتھ سے گنوا کر آئندہ نادرالوجود فرصت کی امید پر اپنے کاموں کو ملتوی رکھے۔

یہ ہم سب کچھ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ تقریباً کل دنیائے اسلام چاہتی ہے کہ بہت جلد ترکی و بلغاریا کی تنازع واقعی کو نمٹائی کر دے اور یہ بھی کہ عجم و افغانستان بجائے خود موجودہ جنگ کی پیدا ہونے والے خطرہ سے

ہو خبر ہو جائین۔ تاکہ عالم اسلام مین حفاظت و امن کے ساتھ سیاسی ترقی ہو۔ اور جیسا کہ اسلام کو دیرینہ عظمت اور مردم شماری کی کثرت سے ہونا چاہئے۔ نئے انجلد ویسے ہی ہو جائین۔

اصل تو یہ ہے کہ بلغار یا روس کے برتے پر کودتا تھا۔ ورنہ کیا بلغار اور کیا اس کی ہستی۔ اب روس جاپان سے جنگ شروع کرنے سے خود ایک مشغلہ مین گرفتار ہو گیا۔ اور بلغار یا بے یار و مددگار رہ گیا۔ تو اس نے اپنا ضعف بلاد مین دیکھا ہے اور دنیا کو بھی اس کا ضعف معلوم ہو گیا۔ اس لئے علے العموم دنیا نے سمجھ لیا ہے کہ بلغاریہ بے یار و مددگار ہے۔ ترک اس کی خبر بغیر نہ لین گے اور ہر طرف سے آواز آ رہی ہے کہ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے۔

لیکن چونکہ اس لئے نہیں ہے کہ ترک واقعی اب پہلے سے زیادہ آمادہ جسارت ہین بلکہ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اب بلغار کو پہلے سی شہ کا حوصلہ نہیں رہا ہے اور بجائے خود جہان اگر بلغار نے پہلے بلقان کی شورش مین حصہ لیا ہوتا۔ تو وہ کبھی ہرگز اس قدر خائف و حیران نہ ہوتا۔ لیکن تاہم دولت عثمانیہ کو بلغار سے کا مطلق فکر و خیال نہین ہے۔ یہان تک بلقان وغیرہ مین بھی جو شورشین ہو رہی ہین اور ان کا انتظام ایک ڈویژن مین کافی طور پر ہوتا ہے۔ حکومت وہان بھی سختی کا برتاؤ جائز نہیں سمجھتی اور نہ اس کو اس بات کی کچھ پرواہ ہے کہ اپنے ادھ دست رفتہ کو پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ دولت علیہ کا مقصود محض اپنی حدود کی حفاظت ہے اور بس۔ اور اس حفاظت کو ہی وہ صلح کو جنگ پر ترجیح دیتی ہے۔ لیکن اس کو اپنے ملک مین کوئی رخنہ پیدا ہوتا معلوم ہو یا کسی دشمن کی طرف سے اس کے استقلال پر نقصان آتا ہے تو پھر وہ جنگ کو بھی جائز اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہے اور مردانہ قدم آگے بڑھاتی ہے اس لئے یہ بات بے بنیاد ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ روس کو جنگ کے ساتھ مشغول جنگ پا کر بلغار پر حملہ کرنے کو تیار ہو گئی تھی۔ اب تو بلغار سہم ہو رہا ہے۔ پھر جنگ کی ضرورت ہی کیا ہے اگر وہ اپنی پرانی عادت کے موافق حکومت کے ساتھ شرارتین کرتا رہتا۔ اور بعض و بلغاریون کو حدود عثمانی مین شورش کے لئے بھیجتا رہتا۔ اور وہ نا کردنی کرتے رہتے۔ تو البتہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بلغار کی گوشمالی کے لئے اس پر حملہ ممکن تھا۔ اور ترک حملہ پر کر بامدافعین تو پھر کسی سے جنگ کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ دونوں یکسان ہین۔ بلکہ یہ بات تو ترکون کی بہادری کے خلاف ہے کہ وہ دشمن پر دھوکے سے جا پڑین جو قابل ملامت فعل کے مرتکب ہون اسلام مین عموماً اور تاریخ عثمانی مین خصوصاً۔

تفسیر القرآن

انشاء اللہ العزیز تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ ہی صرف اس مہینے مین مکمل کر کے نہین بھیجا جاویگا بلکہ تفسیر القرآن کا تیسرا نمبر بھی شائع ہو جائیگا۔

نور الدین پر ریویو

نور الدین۔ پر ریویو کا دوسرا نمبر ۱۰ اپریل کے الحکم مین انشاء اللہ شائع ہو گا۔ اور امید ہے ناظرین اسے پڑھ کر محظوظ ہون گے۔ کیونکہ اس مین علامہ نور الدین کا تذکرہ ہے۔

ہم کوئی واقعہ ایسا نہ دیکھا جس مین عام مسلمانون بالخصوص ترکون نے غدر و خیانت سے لڑائی شروع کی ہو۔ ترکی و روس کی جنگ مین روس کا ہر ایک پہلو غدر و حیلہ پر مبنی رہا۔ لیکن ترکون نے محض شجاعت اور صدق و صفا سے کام لیا۔ اہل الجزائر ہی جب فرانس سے مدافعانہ لڑے تو ان کو اسلامی شجاعت نے اجازت نہ دی کہ نپولین پر جبکہ فرانس جرمنی سے لڑ رہا تھا ناگاہ حملہ کر دیں بلکہ انہون نے پہلے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور جب وہ جنگ موقوف ہو گئی تو حصول استقلال کی کوشش کی۔ اگرچہ مقصد مین کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن دنائت کے مرتکب نہ ہوئے۔ بلکہ جہان تک ہو سکا محض شجاعت مردانہ سے کام لیا۔ یہان تک کہ فرانسیسی بھی ان کی حق پسندی کے قائل ہو گئے۔

ترکون کی شجاعت و شہامت کیا ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ اس فکر مین ہین کہ روس کسی دشمن کی جنگ مین مشغول ہو۔ تو اس سے انتقام لین۔ یا بارث بافدر پر بزدلی کا موقع سمجھین۔ جب تک کہ ترکون کے استقلال مین کوئی بڑا نقصان نہ ہوتا ہو۔ وہ صلح کو جنگ سے ہزار درجہ بہتر جانتے ہین اور ہرگز یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ سلطنت روس کو دشمن کے قبضے مین مشغول جنگ دیکھ کر بلغار سے آمادہ جنگ ہو گی۔ ہان اگر بلغار کی طرف سے ہی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اس نے خود پیشقدمی کی اور جنگ سے کوئی مفر نہ رہا تو مجبوری ہے۔ خلاصہ اسباب یہ ہے کہ ترکون کو اپنے ملک کی حفاظت اور ترقی تمدن کی فکر ہے نہ کہ جنگ کی۔ اور وہ ہرگز کسی سخت مجبوری کے بغیر جنگ کے خطرات مین پڑنا پسند نہین کرتے۔

(وطن) (باقی آئندہ)

ہم اور ہمارے ناظرین

خریداران و سرپرستان الحکم اپنے ذمہ جو بقایا حساب ہے باقی کرنے کی طرف توجہ فرماوین۔ ملنے کی طرف سے بقایا باستثنی قیمت کیلئے جن بزرگون کے نام وی پی جاری ہو رہے ہین وہ وی پی کی وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماوین اور اپنے ذمی حساب بے باق کرین۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر گوجرہ ضلع راولپنڈی جو ہمارے اخبار کے پرانے سرپرست اور بہی خواہ ہین۔ الحکم مین متعدد مرتبہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کو خدا تعالے نے ایک یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جہان کہین جاتے ہین کسی نہ کسی شخص کو سلسلہ عالیہ کی طرف لانے کا ذریعہ بن جاتے ہین۔ وہ اپنے عزیز الحکم کو کبھی نہین بھولتے بلکہ ان کا مقولہ ہے کہ مین الحکم کی خریداری قومی نشان سمجھا کرتا ہوں۔ اور ہر ایک احمدی کو اسکی خریداری پر توجہ دلانا اپنا فرض۔ غرض الحکم کی توسیع اشاعت کے فرض سے وہ غافل نہین۔ رہتے۔ گزشتہ ماہ کتاب الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہین جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ کرم الٰہی صاحب قلعہ لالسنگھ الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہین اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہین۔ شیخ صاحب ہمارے محسن و مخدوم اور ہماری قوم کے واجب التکریم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب کے عزیزون مین سے ہین اور ایک صالح نوجوان ہین۔ جنکا عمدہ نمونہ بہت سے نوجوانون پر عمدہ اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے۔

۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے الحکم کتابی صورت پر شائع کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے اور یہ التزام ناظرین الحکم کے بے حد اصرار سے ملتوی کیا جاتا ہے کہ اسکو حاشیہ وغیرہ کیلئے جگہ نہیں ملتی ہے اور یہ امر بھی ہوتا نہیں چاہئے کہ الحکم اس سے پہلے ۱۷ × ۲۷ کے ۱۲ صفحون پر شائع ہوتا تھا اور اب ۲۲ × ۲۹ کے ۱۶ صفحون پر شائع کیا جاتا ہے پہلے تین کالم تھے اب دو کالم فی صفحہ گویا پہلے کی نسبت پھیلاؤ میں الحکم دوگنا کے قریب ہو گیا ہے کیونکہ پہلے ۲۴ کالم اور اب ۳۲ کالم اور یہی پہلی تقطیع ہی اس لحاظ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ الحکم سے بڑا اور سستا کوئی اخبار اس وقت غالباً ہندوستان بھر مین نہین ہے۔ اب کتابی صورت پر ہو جانے سے ناظرین کو پتہ لگے گا کہ سال مین کتنی بڑی کتاب ناظرین کو دیجاتی ہے لیکن اس کتابی تقطیع پر شائع کرنے کی صورت مین شاید ہم ۲۸ صفحہ پر لے

نتائج کرین کیونکہ ہم چاہتے ہین کہ اسکو واقعی کتاب کی صورت مین بلا کر ناظرین کو بھیجا کرین۔ یہ ہمارا خیال اور ارادہ ہے اور اس مین کامیابی کا عطا کرنا اللہ تعالے کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الحکم کی توسیع اشاعت کا سلسلہ اس ہفتہ بھی الحکم کے سرپرستان الحکم توجہ کرین

ہم نے کبھی الحکم مین لکھا تھا کہ الحکم کے خریداران اس اخبار کے مہتمم اور کارپرداز مل کر ایک کنبہ کا حکم رکھتے ہین جو بفضلہ تعالے دن بدن بڑھ رہا ہے (اللہم زد و فزد آمین)

اس کنبہ مین جہان ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی بڑھ جاتا ہے کوئی نہ کوئی ممبر بعض اوقات بفضل اللہ تعالے کو ان ناکردہ کے ساتھ ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت بھی ہو جاتا ہے۔ اس ہفتہ میان جلال الدین صاحب بالگا اریہ کرنے اور مولوی حکیم شیر محمد صاحب ہو جن ضلع شاہ پور گئے کی انتقال کی خبرین پہنچی ہین۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اسی طرح مختلف جگہون کی احمدی جماعتین بھی ان کا جنازہ پڑھین گی۔ الحکم کی برادری مین سے دو آدمی کم ہو گئے ہین اس کمی کو پورا کرنا الحکم کے دوسرے خریدارون کا کام ہے۔ البتہ ہم یہ کرتے ہین کہ ہم ان بزرگون کو فراموش نہین کر سکتے اسکو ایک سال تک برشور انکی نام کا اخبار جاری رہیگا صرف ۲ محصول لے کر اور ان کے والون کے نظر پر نظر کی طرف سے ہو کر گرانی کے ورثاء اپنے طور پر اس ضرورت کو محسوس کرین تو وہ الگ اخبار جاری کرا سکتے ہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور تشریف لیجانے کی کوئی خبر نہین۔ نہ کوئی تاریخ ابھی مقرر ہوئی ہے اور نہ فی الحال کوئی ایسا امر نظر آتا ہے۔

۲ - بزرگان ملت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہین اور خدمت دین میں سرگرم ہین۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی تشریف لے آئے ہین اور ایک نئی تصنیف فتنہ جاگ اٹھی کے استیصال کیلئے کر رہے ہین جو انشاء اللہ ایک کافی اور لاجواب کتاب ہو گی۔

۳ - **نور الدین۔** مین سہو کاتب و حیا پہ کی سہل انگاری کیوجہ سے بعض غلطیان رہ گئی تھین اسلئے اکثر غلط نامہ طیار کر کے چھاپ دیا گیا ہے جن لوگون کے پاس نور الدین پہنچ گیا ہے وہ غلط نامہ حکیم فضل الدین صاحب سے منگالین۔

۴ - مہاجرین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور ابھی ان نئی فہرستون کا اندراج ہو جانے کا انتظار ہو رہا ہے۔

۵ - ایک لڑکا ہو تاش کی وجہ سے کم ... ہوئے ہاتھ اٹھا بیٹھا۔ جسم کو اور مضمون پر بھی آگ نے نشان کیا

مراسلت

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ صادق برد

۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کے ضمیمہ شحنۂ ہند میں ملی شاہ وارثی کا ایک مضمون معاندانہ نوٹ میری نظر سے گذرا اوسے پڑھکر سخت حیرت ہوئی یہی بات ہے کہ انسان جب سچائی سے گریز اور حضرت احدیت سے روگردانی اختیار کرتا ہے اور صرف دنیا طلبی اوس کی مطمح و مقصد ہو جاتی ہے تو شیطان علیہ اللعن اوس کے ناپاک جسم میں گویا حلول کر جاتا ہے پھر اوسکے افعال کا کیا پوچھنا۔

ملی شاہ نے آنولہ کے چند روزہ قیام میں جو نیکنامی شہر بھر میں اپنے اعمال حسنہ کے بدولت حاصل کی تھی اوس پر نظر ڈالنا گو نہیں چاہتا تھا اور نہ بحیثیت معاندانہ پبلک کے سامنے پیش کرنیکا ارادہ تھا مگر چونکہ انہوں نے ایک راستباز پر طعنہ زنی کی اور صادق پر لعنت بھیجی اسلئے انکی غیرت نے اونکی پردہ دری کے اسباب خود اونہیں کے ہاتھوں سے پیدا کرا دیئے۔ ناچار میں بھی اصل واقعات کے اظہار پر مجبور ہوں۔

ملی شاہ جب آنولہ میں تشریف لائے تو وہ اپنی پیر بہن شاہجہان طوائف کے یہاں مقیم ہوئے اور وہیں تک مقیم رہے خوب دعوتیں اڑائیں شہد لیا نذرانہ وصول کیا۔ ایک روز شاہجہان طوائف نے ملی شاہ سے دریافت کیا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ جناب مرزا صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ملی شاہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حافظ عبدالقیوم صاحب پیلی بہتی نے مرزا صاحب کی بابت حاجی صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی مرزا صاحب اچھے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیئے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ وہ مسیح کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جب ملی شاہ نے حاجی صاحب کا یہ قول بیان کیا تو شاہجہان وغیرہ نے اس کا عام طور پر تذکرہ کیا جب میں نے یہ روایت سنی تو بغرض تحقیق ملی شاہ کے پاس میں بھی گیا۔ سید محمد حسن صاحب عرف شہزادہ و مولانا محسن الملک بھی میرے ہمراہ تھے منشی باقر حسین صاحب فوٹو نویس کاتب البشیر بھی آ گئے تھے۔ ان صاحبوں کے روبرو میں نے ملی شاہ سے اوس تقریر کا اعادہ چاہا جو شاہجہان وغیرہ سے حسب روایت حافظ عبدالقیوم و حاجی صاحب جناب مرزا صاحب کے متعلق کی تھی۔ تو ملی شاہ نے جو شاہجہان سے بیان کیا تھا جسکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں وہ ہمارے سامنے بھی بیان کیا اور اپنا ذاتی خیال یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب خدا کے نور سے بھر گئے ہیں۔ وہ اگر انا الحق بھی کہیں تو ہم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جب ہم لوگ وہاں سے چلے آئے تو آپ نے عام طور پر لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار رئیس آنولہ کو بھی یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ دوسرے تیسرے روز ملی شاہ کی زبان سے یہی باتیں سننے گئے اون کے تکیہ میں جو خود تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ ہو لیا۔ ملی شاہ سے ملاقات ہوئی۔ ابوالحسن شاہ صاحب وارثی برادر شیخ عنایت حسین صاحب مختار اور شیخ سعید احمد صاحب پنجابی بھی اوس وقت موجود تھے۔ ان سب لوگوں کے سامنے ملی شاہ نے مرزا صاحب کے دعاوی کی پر زور تصدیق کی۔ مولوی تفضل حسین صاحب رئیس نے ملی شاہ صاحب سے درخواست کی کہ آپ جو کچھ مرزا صاحب کی نسبت فرماتے ہیں اور جو کچھ حاجی صاحب نے مرزا صاحب کی نسبت فرمایا ہے اوسے براہ مہربانی تحریر فرما دیجئے۔ تو ملی شاہ نے یہ کہکر کہ کچھ فائدہ نہیں۔ جاہل مخالف میری تحریر کب مانیں گے۔ بات ٹال دی۔

پھر ایک مرتبہ ملی شاہ نے۔ بیدم شاہ وارثی و مطلوب شاہ وارثی و ابوالحسن شاہ وارثی وغیرہم کے سامنے حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دیکھنے کو مجھ سے اصرار کیا۔ میں نے ملی شاہ کو حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دکھلایا تو ملی شاہ نے بغور دیکھکر فوٹو کو سینہ سے لگایا اور کہا کہ فوٹو میں انوار نظر آتے ہیں آنکھوں کا استغراق قلب کی طرف ہے مخالفوں کو گالی دیکر کیا حاصل ہاتھ تو نہ آئیں

دوسری مرتبہ جب ابوالحسن شاہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ بیدم شاہ وغیرہ نے مجھ سے حضرت مرزا صاحب کا فوٹو مانگ کر دیکھا تو ملی شاہ نے حضرت اقدس کے نسبت فرمایا کہ ایسے ولی اللہ دنیا میں ایسے ہی پہنچے ہوئے ہیں۔

مجھے اور اور لوگوں سے یہ باتیں سن سن کر محلہ والوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ملی شاہ کو ہمارے محلہ میں بلایا جائے تو میں نے ملی شاہ سے یہ خواہش کی۔ آخر دو تین روز بعد ملی شاہ ابوالحسن شاہ وارثی کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لائے۔ خانصاحب محمد داؤد خان بھائی یوسف علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب الموصوف موجود تھے اور ایک صاحب اور بھی جو مولوی تفضل حسین صاحب سے ملنے کو تشریف لائے تھے اسوقت میرے مکان پر موجود تھے۔

مولوی صاحب نے شائد کتاب تریاق القلوب ملی شاہ کو سنائی ملی شاہ نے خود بھی وہ کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اوسوقت ملی شاہ نے کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا معتقد ہوں۔ مخالفوں کا ذکر آیا تو ملی شاہ نے کہا کہ جسطرح مخنث شہوت کے مزہ کو نہیں جانتا اوسیطرح مخالفین مرزا صاحب کے رتبہ کو نہیں جانتے۔ چلتے وقت کہتے گئے کہ اس کتاب کو پڑھ کر مجھے کئی باتیں ایسی معلوم ہوئیں جن سے میں مخالفین کا منہ بند کر سکتا ہوں۔ پھر میں کچہری چلا گیا اور مولوی تفضل حسین صاحب ملی شاہ اور ابوالحسن شاہ صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے۔ سنا گیا کہ وہاں پر ایک مجمع ہو گیا۔ ملی شاہ نے مرزا صاحب کی پر تصدیق کی اور تجمل حسین صاحب سے جو مولوی تفضل حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مرزا صاحب کے سخت مخالف رہ چکے ہیں ایک توبہ نامہ لکھوایا جسکی تصدیق مولوی تفضل حسین نے کی اور وہ توبہ نامہ مولوی صاحب موصوف کے پاس موجود ہے۔

اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ملی شاہ میر عزیز حسن صاحب اثنا عشری رئیس آنریری مجسٹریٹ آنولہ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ وہاں انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان کئے اور ان کو جمیع صحابہ پر ترجیح دینے میں بہت غلو کیا۔ یہ بات اونکے پیر بھائی بیدم شاہ کو معلوم ہوئی جب ملی شاہ بیدم شاہ کے مکان پر حسب معمول تشریف لیگئے تو ملی شاہ اور بیدم شاہ سے جھگڑا ہوا یہانتک کہ بیدم شاہ نے اونکی تکفیر تک نوبت پہنچائی۔ اسپر بیدم شاہ نے ایک خط دیوہ کو معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علیشاہ صاحب کی پاس بھیجا اور اس خط میں بیدم شاہ نے ملی شاہ کے تمام حالات و واقعات درج کر دیئے۔ مظفر علیخان صاحب وارثی مجھ سے بیان کرتے تھے کہ اس خط کے جواب میں حاجی صاحب کی طرف سے معروف شاہ کا لکھا ہوا ملی شاہ کیلئے ایک عتاب نامہ آیا۔

جب یہانتک نوبت پہنچی تو ملی شاہ نے شائد اگر وہ جانیکا قصد کیا۔ ہمنے جو تحریر ان سے طلب کی تھی وہ انہوں نے دی نہیں۔ ناچار ہماری طرف سے ایک اشتہار مطبوعہ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع کیا گیا جسکی نقل مطابق اصل بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کیجاتی ہے۔

ہمارے اشتہار کے شائع ہونے پر مخالفین میں ایک کھلبلی مچ گئی اور حاجی صاحب کے بعض مریدوں نے یہ بات گوارا نہ ہوئی دیکھکر ملی شاہ پر دباؤ ڈالا تو ملی شاہ نے صداقت و دیانت پر لعنت بھیجکر ان تمام واقعات سے جنکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور جو شہر میں مشہور ہو گئے تھے صاف انکار کر دیا اور آیہ کریمہ فلا تخشوھم واخشونی کا کچھ لحاظ نہ فرمایا۔

جب حاجی صاحب کے اون مریدوں نے دیکھا کہ ملی شاہ ہمارے قابو میں آ گئے تو چند لوگوں نے کرمچکی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں ملی شاہ کو بلایا۔ اوس وقت ملی شاہ نے اپنی نفرت اور ایمانداری کے خوب جوہر دکھلائے خدا کے گھر میں انہوں نے صریح جھوٹ بولا اور ہم پر لعنت بھیجی۔ فالی اللہ المشتکی۔

چونکہ لعنت غیر مستحق پر لوٹ کر لاعن ہی پر پڑتی ہے اس لئے اس لعنت کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو لوگ ملی شاہ کی پہلی تقریر سن چکے تھے عام اس سے کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل تھے یا نہ تھے انہوں نے ملی شاہ کو سب جھوٹے سے باور کیا اور اسی روز سے اون کی وہ پہلی عزت کافور ہو گئی

دوسرا اثر اس لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ وہ مذکورہ بالا جلسہ کے بعد ہی حاجی صاحب کے دربار سے جسکو وہ خدا کا دربار سمجھتے ہیں نکالے گئے لعنت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خدا سے دوری نصیب ہو چنانچہ یہ واقعہ ظاہری طور پر آنولہ میں حاجی صاحب کے مریدوں کی زبانی مشہور ہوا

تیسرا اثر لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ جب وہ محلہ شباب خان میں کسی شخص کے نکاح خوانی میں بیٹھے تو ذی زبان سے اون کو ناگفتہ بہ حالت کے ساتھ علیحدہ ہونا پڑا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جو آنولہ میں عام طور پر مشہور ہیں اور کوئی ایماندار آدمی ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

چوتھا اثر لعنت کا ملی شاہ کی ذات پر پڑا اور جو اوسے گویا ہلاک کر گیا وہ ہمارا دوسرا اشتہار ہے جو ملی شاہ کے انکار پر ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا جسکی وجہ سے ملی شاہ کو آنولہ میں منہ دکھانیکی جگہ نہ رہی۔ آخر اوسے نہایت ذلت و ندامت کے ساتھ خفیہ طور پر آنولہ سے بھاگنا پڑا۔ مثل ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ آنولہ کے بعض شرارت پیشہ شیطنت مجسم مفسد پرداز حیلہ ساز موسوسوں نے اونہیں شحنۂ ہند کی جناب میں رجوع کرنیکی تحریک کی۔ الجنس یمیل الی الجنس۔ ایڈیٹر شحنۂ ہند اونکی اعانت پر آمادہ ہو گئے اور [illegible]

مگر جس شخص کو خدا ذلیل کرنا چاہے اوسے انسانی یا شیطانی حمایت کیا عزت بخش سکتی ہے اس لئے ملی شاہ پہلے تو صرف آنولہ میں ہی ذلیل ہوا تھا۔ اب اس مراسلہ کی بدولت دنیا بھر میں ذلیل ہو گیا اور خود تو ڈوبا ہی تھا ایڈیٹر شحنۂ ہند کو اور اپنے ساتھ لے ڈوبا۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اگر ملی شاہ میں کچھ بھی غیرت و حمیت و سچائی کی حرارت ہے تو وہ آنولہ میں آ کے اور ہمارے اشتہار ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کے مطابق جلسہ عام میں قرآن شریف کا حلف اٹھا کر بیان کرے کہ اوس نے مرزا صاحب کی دعاوی کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آیا وہ میدان میں آتا ہے یا نہیں یا شترمرغ کیطرح دم دبا کر ایڈیٹر شحنۂ ہند کی پریس میں پناہ لیتا ہے اس جلسہ میں وہ گواہ بھی بلائے جاوینگے جنکے نام ہمارے دوسرے اشتہار میں درج ہیں۔

اب ہم دونوں اشتہاروں کی نقل درج ذیل کرنے سے پیشتر معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب و حافظ عبدالقیوم کے ان خطوط کا اقتباس بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کرتے ہیں جو ملی شاہ کے متعلق دونوں صاحبوں نے ہمارے خطوط کے جواب میں بھیجے ہیں۔

مشیر اعلیٰ - اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں یہ بھی عظیم الشان ہے

حضرت اقدس - یہ میرا کام نہیں ہے یہ تو **خلافت الٰہی ہے** جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچاوے اور مخلص اور متقی گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو ہمارا یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھیرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصلیب اسکا کام مقرر فرمایا ہے یہ اسلیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہونچایا ہوگا۔ چنانچہ اب دیکھلو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور پھر ان مرتدین میں - شیخ - سید - مغل - پٹھان - ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔

کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاؤنی نہ ہو۔ اور انہوں نے ایسا گند نہ اچھالا ہو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنایا جاوے اور اسکی پرستش ہو پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ آپ کی شان پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جنکو سنکر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان انکو سن ہی نہیں سکتا۔

جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں ہمیشہ پڑا کریں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو۔

حالانکہ اس نے آپ وعدہ فرمایا تھا **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ**۔ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زمانہ کی یہ حالت ہو اور باوجود اس وعدہ کے پھر خاموش رہے۔ بیان کیا ہے کہ عیسائی قرآن شریف کی یہانتک بے ادبی کرتے ہیں کہ اسکے ساتھ استنجا کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم قسم کے افترا باندھتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ ان میں زیادہ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جنم لیا اور مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پائی اور پھر مرتد ہو کر اسلام کی پاک تعلیم پر ٹھٹھا کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ یہ حالت بیرونی خود اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اسپر تیر اندازی ہو رہی ہے

ایڈیٹر - ولنعم ما قیل

تیر بر معصوم بسیار از خبیث بدگہر
آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
ایں زمانہ آنچناں آمد کہ مہران الجہول
از سفاہت میکنند تکذیب دین متیں

تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول کیلیے (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا؟ اسکی غیرت نے جوش مارا کہ **مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اسنے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کیا تھا**

(باقی آیندہ)

نصیحت بعد البیعت

۶ مارچ ۱۹۰۳ء کی شام کو اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی۔ جسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی - ایڈیٹر

عمل استقلال مطلوب ہے

تم لوگوں نے اسوقت جو بیعت کی ہے اسکا زبان سے کہدینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نباہنا اور اسپر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپرواہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اسکے فوائد کو آسان اور قریب دکھلاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتے ہیں جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اسلیے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو جہانتک کوشش ہو سکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نباہنا چاہیے۔ اور گناہوں سے بچنے کے لیے کوشش کرتے رہو۔

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کرنا۔ اور ان ہدایتوں کو جو اسنے اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے۔ جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اسکو سمجھا دیا گیا پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑیگا بلکہ اسی دنیا میں بھی اسکو طرح طرح کے عذاب دکھ اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے حکم کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ کر بچ بھی سکتا ہے اور اسطرح بچا ہوا رہ سکتا ہے

مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کرکے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے۔ اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا نہیں ہے جہاں تمکو پناہ مل جاوے۔ اسواسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت ہی بری شے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادۃ اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ اس جرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دکھ کی دو قسمیں

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دیجاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے۔ فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں اور مرسلوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اس نے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیۃ میں فرمایا ہے۔ ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت انکو دیجاتی ہے۔ مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھو دیا جاتا ہے اور جب تک انسان مرتا ہے جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اسکی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسکو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اسکو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے۔ لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے۔ موت ہر وقت قریب ہے۔ اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور جسوقت یہ زندگی کے دم پورے ہوئے پھر کوئی قسمت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی۔ خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکوگے۔ اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہیگا۔ اور اس بد عملی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا۔

کون خوش قسمت ہے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جسکو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بنجاوے۔ بلکہ خوش قسمت وہ ہے جسکو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے۔ اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس و شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اسطرح حاصل کریگا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اسکے لیے ضروری بات ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرماوے کہ تم گناہ آلود زندگی سے بچ جاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اسوقت تک ممکن نہیں جبتک اسکی توفیق شامل حال نہ ہو اور اسکا فضل عطا نہ ہو۔ اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہمکو ان تمام کاموں سے بچا جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ آمین۔ کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اسکو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہیں وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جنکو یہ فکر لگی رہتی ہے۔

گناہوں سے واقفیت ضروری ہے

بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ انکی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا نہیں۔ عوام تو عوام بہت سے عالم فاضل کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں جب تک گناہوں کا علم نہ ہو اور پھر انسان ان سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور زندہ درگور ہے خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے۔ لیکن جب انسان گناہ پر اطلاع پالے اور اسکو ترک کرے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جبتک انسان محاسبہ نہ کرے اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا رہے کیونکہ بعض گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ۔ غضب۔ کینہ۔ جوش۔ ریا۔ تکبر۔ حسد۔ عجب وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہونچا دیتی ہیں۔ انہیں میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے کہ لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ اور پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ٹھیرا اور ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت سے ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اسطرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب کبھی علم کے سبب اور کبھی حسن کے سبب کبھی نسب کے سبب غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ محرومی ہے۔ اور اسی طرح پر بہت سے بد خلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا۔ اسلیے کہ وہ کبھی اپنے پر غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے۔

باقی صفحہ ۵ پر دیکھو

حضرت حکیم الامت کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیاوی علوم و فنون کی تحصیل کے لیے غور کرو کہ انجمن شروع کر کے ایم۔ اے۔ کی ڈگری تک پہنچ امتحان مقابلہ ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروریہ خرید کتب وغیرہ میں کسقدر محنت وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور ہم کرتے ہیں مگر اسکے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ تنے خرچ کیا ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھلجاتے مسلمانوں کے افلاس انکی تنگدستی اور قلاشی کے اسباب پر آئے دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے اس افلاس کے اسباب بیان کرتے ہیں میں نے بھی ان لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے افلاس کے اسباب پر بھی غور کی ہے

مسلمانوں کے افلاس پر نظر

ان تمام ریفارمروں اور لیکچراروں کا اسی پر اتفاق ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں ہائی ایجوکیشن نہیں ہے اس لیے یہ اعلیٰ عہدوں کے حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں اور یہی افلاس کا باعث ہے۔ پھر اس ہائی ایجوکیشن کے نعروں سے لیکچر ہال گونجا دیے جاتے ہیں۔

لیکن میں جب ان لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مسلمانوں کو اور بھی مفلس بنانے کی ایک تدبیر ہے۔ میں ہائی ایجوکیشن کا مخالف نہیں ہوں مگر مجھے افسوس سے بات سے آتا ہے کہ مسلمانوں کو الٹی راہ پر ڈالا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے افلاس کی یہ وجہ نہیں بتائی قرآن شریف نے صاف فیصلہ کیا ہے۔

+ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا۔ بیشک اسکے لیے گذران تنگ ہوگی اور ہم قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

اصل وجہ افلاس کی تو یہ ہے مگر افسوس ہے کہ اس سے غافل رہا اور اور ہی وجوہ بتائے جاتے ہیں اور باوجود یکہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو تنزل سے نکالیں جب قرآن کریم اور اسپر عمل کی ترغیب نہ ہوگی تو اسکا نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ضنک معیشت ہوگا۔ میں ان لیکچراروں اور ریفارمروں کے ساتھ اسباب افلاس میں متفق نہیں۔ ہائی ایجوکیشن کا نہ ہونا وجہ افلاس ہوگا۔ ہو۔ لیکن اصل باعث اعراض عن ذکر اللہ ہی ہے۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ جس قدر کوشش اور وقت اور روپیہ ہم دنیاوی علوم سکھانے کے لیے صرف کرتے ہیں۔ ہم نے اور تم نے اپنے لیے اور اپنی اولاد کیواسطے قرآن کریم کو دستور العمل بنانے کی خاطر پڑھنے کے لیے اسکا کسقدر حصہ۔ وقت اور روپیہ خرچ کیا ہے۔ چنانچہ جب بعض لوگوں کو کہا ہے کہ قرآن شریف پڑھا کرو تو انہوں نے نہایت متانت اور شوخی سے یہ جواب دیا ہے کہ کوئی عمدہ خوشخط قرآن شریف خرید کر حمائل رہیگا۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن شریف کیلیے یہ لوگ گویا ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہیں چاہتے اور دوسری طرف مخرب اخلاق ناولوں اور افسانوں کے خریدنے میں صدہا روپیہ بھی خرچ کر دیں تو مضائقہ نہیں۔ آہ!

یا لیت قومی یعلمون!!!

غرض انسان کو واجب ہو اور ہمکو بہت ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کیطرف بہت توجہ کریں بجز اس تعلیم کے اور یہ تعلیم بھی دستور العمل کے لیے ہو تو مفید ہے مگر اسکے کچھ نافع نہیں ہے۔ اور اسکے لیے بیحد خرچ اور وقت بہت ہی عجیب ہے۔ ایک قوم اس وقت غافل اور بیخبر اور ہم جتنے وعدے اور اقرارات ہیں وہ تو تمہارے ہیں۔ ایک قوم نے قرآن کو عملی طور پر قصہ کہانی سمجھ رکھا ہے اور ایک ہماری قوم ہے جو قرآن کو زندہ کتاب سمجھتی اور اسکی آیات کو اب بھی اسطرح پاتی ہے جیسے آنحضرت کے وقت خیر القرون کے لوگ پاتے تھے۔ پس ہم زیادہ ذمہ وار اور جواب دہ ہیں ہم پر حجت پوری ہو چکی کہ ہم میں خدا کا امام موجود ہے۔ بہت بڑی ضرورۃ اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کی تعلیم کیطرف توجہ کریں اور اسکے لیے یہ ایک راہ ہو کہ یہاں آکر ایک جماعت رہے اور وہ تعلیم حاصل کرکے واپس اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کرے اور وہ منذر بنیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہم نے ایک چھوٹا مدرسہ + بطور احمدیہ بنایا ہے اسکی طرف بھی لوگوں کو بہت ہی کم توجہ ہے حالانکہ یہ مدرسہ حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام کی خاص توجہ سے کھلا ہے۔ غرض ایک عمدہ اور موقع یہ ہوتا ہے کہ مومن راستباز اور مامور کے حضور رہ کر اپنی اصلاح کرتا ہے اور اسکے پاک نمونہ اور پاک صحبت سے فیض حاصل کرتا ہے اور عملی طور پر قرآن کے حقائق اور معارف سے آگاہی پاتا ہے سو وہ اس کے پاس رہ کر بھوک پیاس رہا اور جو ابتلا اسپر آئیں انکا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو اسے حکم ہوتا ہے۔

+ نوٹ۔ آجکل یہ مدرسہ بعنوان تعلیم الاسلام کالج [illegible] تاہم ابھی امداد کے لیے قوم کی توجہ کا پہلے سے زیادہ محتاج ہے۔ ایڈیٹر

یا ایہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین

اب اس کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ جو مجنون اسے کافر سے جا دیں انکا مقابلہ کرے۔ پہلا کافر اسکا نفس ہے نفس بسا اوقات اسے حق کی ہدایت کے خلاف اسکو ہدایتیں کرتا ہے اور ان راہوں کی طرف اسے لیجانا چاہتا ہے جو خدا سے دور پھینک دینے والی راہیں ہیں پھر شیطان کا تسلط ہے اس لیے پہلی کوشش اور پہلا مقابلہ خود اپنے نفس سرکش سے ہو اور اسکے جذبات سے بچا رہے خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرے پھر وہ لوگ ہیں جو اسکے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں لیکن وہ خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق یا رشتہ محبت کا نہیں رکھتے + مثلاً برادری یا قوم کے تعلقات ہیں۔ وہ برادری یا قومی رسم و رواج کے ماتحت اس سے وہ کرانا چاہتے ہیں جس کا خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت فرض نہیں بلکہ اسکے مخالف ہے ایسے موقع پر اسکو چاہیے کہ وہ اسکا مقابلہ کرے اور قومی تعلقات یا سوسائٹی کا کوئی اثر اسکو خدا سے دور پھینک دینے کا موجب نہ ہو۔ پھر غیر قومیں وہ بھی اپنے کسی نہ کسی اثر کے ذریعہ اسکو خدا سے دور کرنا چاہیں تو یہ اپنی ایمانی قوت سے انکا ایسا مقابلہ کرے کہ اشداء علی الکفار ہو جاوے کسی منکر کا اثر کوئی اسپر نہ پڑے۔ جیسے مضبوط چیز پر جونک کام نہیں کر سکتی۔ اسیطرح یہ اللہ تعالیٰ کے ایمان اور محبت میں مضبوط وہ دل ہو کر کافر کی عظمت و جبروت کسی قسم کا اثر اسپر نہ ڈال سکے اور خدا کی رضا کے خلاف کوئی کام نہ کر سکے۔ غلظۃ کو دوسری جگہ شدۃ بھی فرمایا ہے اسکے معنی یہی ہیں کہ مومن کفار کے مقابلہ میں ایسا قوی ہو کہ اسکو کسی بات کا اثر نہ ہو۔ پھر انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے قویٰ۔ علم و دولت۔ جمعیت پر ناز کرتا ہے اور کبھی کبھی نیکی کی شکل میں بھی شیطان دھوکا دے دیتا ہے خوابوں اور الہاموں پر بھی گھمنڈ کر بیٹھتا ہے حالانکہ انکی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ بھروسے یہ ناز یہ فخر کام نہیں دے سکتے اصل بات جو انسان کو ہر حالت میں بچاتی اور اسکا ساتھ دیتی ہے وہ ایک ہی ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ مع المتقین

اللہ تعالیٰ کی معیت بڑی نعمت اور دولت ہے اور بڑے پیارے وہ جسکو نصیب ہو۔ لیکن اسکے حاصل کرنیکی ایک ہی راہ ہے کہ انسان متقی بنجاوے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف رکھتے اور کفار آپکی تلاش میں وہاں تک پہنچ گئے تو جناب صدیق نے عرض کیا آپ نے کیا فرمایا ان اللہ معنا اللہ ہمارے ساتھ ہے موسیٰ کی قوم جب فرعون کے لشکر اور دریا کے نظارہ کو دیکھ کر گھبرائی اور انا لمدرکون کی آواز آتی ہے تو موسیٰ کیا کہتے ہیں کلا ان معی ربی سیہدین ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ بامراد کریگا۔ غرض خدا کی معیت تقویٰ سے ملتی ہے جس کے ذریعہ انسان دشمنوں پر فتحمند ہوتا ہے متقی کا خدا خود معلم ہوتا ہے اسکے یرزقہ من حیث لا یحتسب رزق دیا جاتا ہے متقی خدا کا محبوب اور ولی ہوتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ تم متقی بنو اپنے ایمان کا تجزیہ کرو۔ اور کوئی ذرا سا بھی گند اور میل اس میں پاؤ تو اسکو نکالنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر بہت سارے دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا ڈالا جاوے وہ سارا نجس ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی تھا ہی گند ہو اور غلطی بھی محسوس کرو تو اسکے چھوڑنے کی فکر کرو۔ ہر دم اپنی کمزوریوں کا مقابلہ کرو + راست بازوں کا ساتھ دو۔ کوئی شاخ جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ ہرگز بار آور نہیں ہو سکتی جب تک درخت کے ساتھ پیوند نہ ہو گویا وہ اس کا ایک حصہ یا جزو ہے۔ جب خدا کا مامور کسی کام کے لیے حکم دے تو پھر بھوک پیاس اور خرچ کا خیال مت کرو۔ تمہارے کام اگر خدا کے لیے ہوں جو شکور۔ قدیر۔ اور علیم خدا ہے۔ وہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پڑھو مگر دستور العمل کے واسطے پڑھو اور قرآن چونکہ اللہ کی صفت رحمانیت کے تقاضا سے آیا ہے اسلیے وہاں آتا ہے جہاں کوئی عبد الرحمن ہو۔ انکے پاس رہو تاکہ انکے اپنے اطوار نشست و برخاست سے تم خدا تعالیٰ کے کلام کو سیکھ سکو وہ اپنے طرز عمل سے اسقدر سکھا دیتے ہیں جو برسوں میں بھی حاصل نہ ہو۔ پھر اپنی قوم کے لیے منذر بنو اسکو جاکر تبلیغ کرو۔ نذیر و بشیر ہو کر جاؤ + اور ان سب باتوں کے لیے آخر ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جو یہاں یا تو نکو کسی اور ذریعہ سے سنیں اعمال صالحہ کی توفیق دے۔

آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا یہ وعظ ختم ہو گیا ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر جو وعظ آپ نے فرمایا وہ الحکم کی آیندہ اشاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ شروع کیا جاویگا۔ ایڈیٹر

رسالہ سراج الحق

+ فٹ نوٹ۔ خوش قسمتی سے ایکروز مجھکو حضرت حکیم الامۃ کے کتب خانہ میں [illegible] اتفاق [illegible]

۲ اسباب تنزل پر ایک ریفارمر کا لیکچر موجود تھا۔ اسپر حکیم الامۃ نے [illegible] القرآن مہجورا اسکا مفہوم ہے۔ مسلمانوں کے تنزل کا اصل باعث ہجر قرآن کریم ہے (ایڈیٹر)

بقیہ مضمون صفحہ ۳

منجملہ بداخلاقیوں میں سے ایک غصہ بھی ہے جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے اس کی نوبت کہاں تک پہنچ جاتی ہے وہ ایک دیوانے کی طرح ہوتا ہے ۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اس ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک حسد ہے کہ دوسرے کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کڑھتا اور جلتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ اس کے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایک بداخلاقی بخل کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اسکو اس پر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی بہبودی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قوی اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا مگر وہ ان بات کی فکر نہیں کرتا غرضیکہ کئی طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جنکو گناہ ہی نہیں سمجھا۔ پھر زنا۔ چوری۔ خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

گناہوں سے بچنا یہ تو ادنیٰ سی بات ہے اسلیے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے۔ جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اسکا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے پر پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھو ڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور پھر نیل لگا کر اسے سفید کرے اور پھر اسکو خوشبو لگا کر معطر کرے تا کہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسیطرح انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گندا اور متعفن ہو جاتا ہے۔ پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کے بجائے ذکر الٰہی کر کر اور اس سے اسکو بھر ڈالے۔ اسطرح پر سلوک کامل ہو جاتا ہے اور بعینہٖ اس کی وہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جب تک یہ حالت نہیں کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق رذیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگاوے اور اسمیں سے خوشبو آوے اسوقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے لیکن جب یہی حالت اس قسم کی بنا لے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وبا کے دن ہیں اس لیے لاپروا نہیں ہونا چاہیے بلکہ تبدیلی کرنی چاہیے۔ بہت سے آدمی اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مر گیا۔ مگر یہ اعتراض فضول ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہ بھی جنگوں میں شریک ہو کر شہید ہو جاتے تھے حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لیے بطور عذاب تھی۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بیعت کے بعد محبت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسلمان بنیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہماری بھی کوئی قدر و قیمت ہو۔ جو چیز کارآمد ہوتی ہے اسی کی قدر کیجاتی ہے دیکھو اگر تمھارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمھارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم کبھی اسکو ذبح کرنے کے لیے تیار نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ ہری چارہ و دانہ کھاتی ہو تو تم فوراً اسکو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہنچانے والا نہ ہو اسوقت تک خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہنچاؤ۔

عمل کی ضرورت ہے — انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہہ لینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف گزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ ہر روز تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطے کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اسکو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطے کیطرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے جبتک دل کے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم ہے کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جاتے بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا ؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل بیکار چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول

ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے۔ کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیرات ہند کی تلاوت کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جسوقت پکڑا جاوے گا تو کیا اسکا یہ عذر قابل سماعت ہوگا کہ میں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں۔ اسکو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے اس لیے ایک سال کے بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہیے۔

غرض

نری باتیں کام نہ آئیں گی۔ پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کرے تا خدا تعالیٰ اس کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض بالکل سچ ہے۔ عام طور پر بھی یہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اسکو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہنچتا ہو کون ہے جو اسکو ذبح کر ڈالے۔ لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آ سکتا تو پھر اسکا آخری علاج وہی ذبح ہے۔ اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جاوے گی اور گوشت بھی کام آ جاوے گا۔ اسی طرح پر جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف و گزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کیے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجکر صحابہ سے خدمت لی کیا انھوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے پڑھ لیا یا اسپر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا ؟ انھوں نے تو یہاں تک اطاعت و وفاداری دکھائی کہ بکریوں کیطرح ذبح ہو گئے اور پھر انھوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے انکی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دیے جاؤ گے۔ کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینکتا ہے بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کارآمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال کر رکھتے ہیں لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اسکو سب سے پہلے باہر پھینک دوگے۔ اسیطرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے انکی عمر

دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھدیتا ہے وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بے عزتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بیحرمتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو تباہ کر دیتا ہے اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمھاری قدر کرے تو اسکے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ انہیں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک **فرقان** رکھدیتا ہے۔ یہی راز انسان کی برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہنچتی ہے وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے ہمسایوں پر رحم کرتا ہے شرارت نہیں کرتا جھوٹے مقدمات نہیں بناتا جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا۔ بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کیطرف مشغول ہوتا ہے۔ اور وہ

خدا کا ولی کہلاتا ہے

خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اسکے لیے بدیوں کا چھوڑنا برے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے۔ اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے چور چوری کرنی چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بداخلاق کو غضب چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھنا ہے لیکن سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بناوے گا خدا تعالیٰ اسکو خود بڑا بنا دیگا۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنالے۔ یہ ایک ذریعہ ہے جس سے انسان کے دل پر ایک نور نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء و اصفیاء ہو گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جنکی قدر و منزلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا۔ جب پھر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انکو وہ مدارج عطا کیے جنکے وہ مستحق تھے۔ تکبر۔ بخل۔ غرور وغیرہ بداخلاقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصہ رکھتی ہیں۔ ایسے ان بداخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے برخلاف اسکے عجز و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔

تکبر کی قسمیں — تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جب کہ یہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اسکا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آئے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو تا کہ خدا کو

میں نے شراب کا خیال کیونکر چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے چھوٹے چھوٹے واقعات اسکو پیش آتے ہیں جو ظاہر دیکھنے میں بالکل بے حقیقت ہوتے ہیں مگر بعض اوقات انکی بہت پر انکا اثر ایسا گہرا پڑتا ہے کہ شقی کو سعید اور سعید کو شقی بنا دیتا ہے۔ مجھے بھی ایسے واقعات اکثر پیش آتے ہیں جنسے مجھے اپنے اخلاق کی تہذیب و درستی میں بہت بڑی مدد ملی ہے۔ انہیں واقعات سے ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ کیا عجب ہے کہ اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا تھا وہی اثر اسکا بیان پڑھنے سے کسی کے دل پر ہو اور وہ بھی مستفیض ہو۔

اس زمانہ میں کہ جب میں اسکولوں میں پڑھتا تھا اور جسوقت میری عمر کے وہ دن تھے کہ طبیعت غیر مطمئن تھی اور کسی بات کو قبول نہیں کرتی تھی تاوقتیکہ اس کا تسکین بخش سبب نہ معلوم ہو میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ شارع نے شراب کیوں منع کی۔ اگر حرام لعینہ ہے تو اسکا استعمال کثرت سے استعمال کی جاوے۔ اگر ایک شخص جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہ رکھے تو کیا نقصان ہے۔ شاید شارع نے قطعی ممانعت اس لیے کر دی ہو کہ لوگ اعتدال کے پردہ میں حد سے گذرنے لگیں وغیرہ وغیرہ۔ یہی خیالات تھے جو میرے دماغ میں گذر رہے تھے میں نے چاہا کہ اپنے کسی بزرگ سے بحث کر کے ان باتوں کا تصفیہ کر لوں۔ غرض سب سے پہلے میں نے ایک جناب بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت مجھے یہ سمجھا دیجیے کہ شارع نے شراب حرام کیوں کی؟ میری زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ شامت آگئی۔ حضرت تھے بڑے تند مزاج فوراً بگڑ اٹھے اور بڑی دیر تک لعنت و ملامت سناتے رہے اور فرمانے لگے کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ احکام شرعی میں چون و چرا کرتا ہے۔ ابھی جو تم ایسا کرتے تھے تو انگریزی نہیں پڑھنی چاہیے خیر میں اپنا سا منہ لیکر کھسک گیا مگر میری تشفی نہیں ہوئی تھی اس لیے ایک اور بزرگ سے وہی سوال کیا۔ وہ تھے زمانہ شناس۔ انھوں نے جواب دیا کہ تمہارا سوال اصول سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ فی زمانا ہم لوگوں نے اصول کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور فروعات ہی میں جھگڑتے رہتے ہیں اسلیے تمہارا جواب ذرا مشکل سے ملے گا۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری شرع میں ایک بھی ایسا حکم نہیں ہے جسکی وجہ اصل نہ ہو یا جس کی کوئی معقول وجہ نہ ہو۔ اگر تمہیں کوئی جواب نہ دے سکے تو تمہیں ایک لحظہ کے لیے بھی یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ شرع ناقص ہے بلکہ ہمارا علم ناقص ہے ان کی اس نہایت ... سے ایک گونہ تسکین تو ہوئی مگر پورا اطمینان نہیں ہوا۔

اب ایک روز کا ذکر سنیے کہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ آج شام کو فلاں ڈاکٹر صاحب شراب پر لکچر دینے والے ہیں۔ میں تو شوق کے خیال میں تھا اسکول سے چھٹی پاتے ہی اس جگہ جہاں لکچر ہونے والا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے شراب کی برائی میں نہایت مدلل تقریر کی اور تحقیقات اور تجربات وغیرہ کے ذریعہ سے ثابت کر دیا کہ شراب پینے والے بہ نسبت نہ پینے والوں کے زیادہ مرتے ہیں اور عمریں کم پاتے ہیں قوت بھی جو دودھ گھی گوشت وغیرہ غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ نشہ اتر جانے کے بعد جو کلفت اور سستی پیدا ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل کی ہوئی عارضی قوت کا عوض کر دیتی ہے اور نشہ اور خمار کی حالت کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم خسارہ میں رہتے ہیں۔ غرض اس قسم کی بہت ساری دلیلیں وہ بیان کرتے رہے۔ لیکن دو دلیلیں جو مجھے اب تک یاد ہیں اور جنکا اثر میرے دل پر گہرا پڑا تھا۔ یہ تھیں کہ انھوں نے کہا کہ شراب پینے والوں کے دل پر چربی چڑھ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس چربی سے دل کا حجم بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ دل انقباض کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ انھوں نے اس دلیل کو عملی طور سے اسطرح ثابت کیا تھا کہ لکچر سے تین دن پہلے ایک گوشت کے تازے ٹکڑے کو لیکر دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑا ایک شیشی میں رکھ دیا جس میں خالص پانی بھرا ہوا تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری شیشی میں ڈالدیا جس میں شراب بھری ہوئی تھی۔ تین دن کے بعد لکچر کے وقت جب انھوں نے دونوں شیشیاں ہمیں دکھائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا مگر شراب میں ڈوبے ہوئے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا اور اسپر ایک قسم کی سفیدی مائل غبار بھی چھایا ہوا تھا۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انھوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا کہ خون کی بناوٹ کس طرح ہے اور اسکا خلط کیا ہے۔ خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جس میں سرخ رنگ کے خوردبینی کرے تیرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے۔ یہ کرے نہایت منتظم اور بالکل مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے سڈول تازے مٹر کے دانے لیکن اگر شرابیوں کے خون کو خوردبین سے دیکھا جاوے تو کرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا گدلا پن پایا جاتا ہے جس کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھایا تھا جس میں شراب پینے والوں کے خون کے بھی کرے اور شراب نہ پینے والوں کے بھی کرے بنا کر دکھلائے گئے تھے۔ بس وقت شراب کا نام سنتا ہوں یا کسی کو پیتے دیکھتا ہوں تو فوراً ان دو شیشیوں اور دونوں قسم کے خون کے کروں کا نقشہ میری دماغی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور شراب پینے پر دل کا خیال تو درکنار اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے پاک مذہب کے اصول تو ایسی سائنٹیفک باتوں پر مبنی ہوں لیکن ہمارے مولوی ان اصول کو نہ سمجھا سکیں اور ان باتوں میں غیر ہماری تسکین کریں میں یہ کہنا بھول گیا۔ ڈاکٹر صاحب جنہوں نے لکچر دیا تھا پارسی تھے اور جنکے مذہب میں شاید شراب کی ممانعت بھی نہیں بلکہ بعض مذہبی رسوم میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت لحم الخنزیر کے متعلق بھی ایک ایسا ہی مضمون ہدیۂ ناظرین کرونگا۔

مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور نجیب قوم بنانے اور انکو اپنی ترقی حالت کیطرف متوجہ کرنیکی تدبیر اگر ہے تو تعلیم ہے اور خاصکر دینی تعلیم اور دینی تعلیم میں بھی خاصکر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولیٰ کی تعلیم اور اسکے لیے ضرور ہے کہ اگر وہ علماء کو ہم خیال اور ... بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی سمجھا کر تعلیم دینا ایک ایسی زبردست تحریک اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کوششیں ناکارہ ہیں۔ جس عزیز نے قرآن شریف کا مطالعہ کیا ہے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اسکا منشاء یہی ہے کہ دنیا میں انسان ... نجیب اور کفایت شعار بنیں۔ قرآن اعتدال سے یا عدل سے آگے نہ ... کو کہتا ہے۔ اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ قدرت کے لیے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اگر سچے طریقہ سے نہ ہو۔ اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد کی روشنی میں اسکو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک جل بنیں ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جسکو ہر ایک شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط مرتب شدہ تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیے۔

رہا علماء کو مائل بہ اصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اسکو بھی کر جاتا ہے جب شکست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہو جاوے گا تو ایسے علماء بھی ناپید یا بہت کم ہو جاویں گے۔ ہمکو چاہیے کہ سچائی اور قومی ہمدردی کا جال پھیلاتے رہیں۔ یقین ہے کہ علماء بھی اس میں ضرور پھنس جاویں گے۔

موجودہ صورت میں علماء کا جمگھٹ ہماری طرف صرف اس صورت میں متوجہ ہو سکتا ہے جب وہ یہ سمجھیں کہ ہم ہر اصل اور ہر فرع میں ان کے ہمزبان ہیں۔ لیکن یہ نہ انکی خواہش ہو سکتی ہے نہ ہمارے چاہنے سے ہو۔ انشاء اللہ نکتہ اصلہ و اخذہ۔

قومی نظم

از منشی عبد القدیر صاحب حیرت ہمک کلرک ریلوے سٹیشن ...

زمانہ اے نبی مشکور ہے تیری عنایت کا
دیا تونے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری خلقت سے پہلے یہ عرب والوں کی تھی حالت
کہ ہر سو رنج تھا مرغوب نظارہ جہالت کا
پرستش کے لیے پتھر بنے تھے گھر میں کثرت سے
اندھیرا تھا وہاں چاروں طرف کفر و ضلالت کا
لڑائی ان میں پھیلی تھی اگر بھیڑیں چرانے پر
تو ہو جاتی تھی وہ باعث قبیلوں کی شرارت کا
ذرا سی بات پر جھگڑا تو برسوں کھینچتا تھا
یہاں تک نہر آتا تھا ہزاروں کی ہلاکت کا
ہزاروں کی جو کام وہ سب تمہیں جاری تھا
خیال آئی تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکایک اے محمد ہو گئی کایا پلٹ ساری
ستارہ جیں بطحٰی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھایا سبق تو نے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال تازہ تر جہانمیں تیری امت کا
طبیعی و ریاضی نادب کے سنگے مالک
مسلمانوں سب تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
نباتات و کیمیا و علم اضطرب اور طب میں
زمانہ تھا معترف انکی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب ہیں جو قومیں اب انھیں کچھ بھی نہ آتا تھا
دیا پہلا سبق ان کو ہمیشہ علم و حکمت کا
ہزار افسوس وہ حکمت کے جوہر اب نہیں ہم میں
مسلمانو نہیں حیرت وہ دورہ ہے جہالت کا
مدد اے احمد مرسل کہ اب وقت دعا آیا
حوادث سے نہ ہو ایک بال بیکا تیری امت کا

تازہ الہام

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

نوٹ ضروری: بعض مجبوریوں سے یہ پرچہ چھپ گیا ہے ۳۱ مارچ ... سمجھا جاوے۔